فرحین اظفر

یہ دل بے وفا

سوہا اور ماہا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید، انس، عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ، انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس، سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے، مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آ جاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید، عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ، شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے، جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور ماہا سے بھی کر دیتی ہیں۔

حدید، انس کی خاطر نائلہ سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہو جاتا ہے اور شادی کے بعد پوری سچائی سے نائلہ کو بیوی کا درجہ دینا چاہتا ہے، مگر نائلہ نے حدید کو مجبوری کے تحت اپنی زندگی میں قبول کیا اور اس کو وہ مقام نہ دیا جو اس کا حق تھا حدید

Downloaded From
paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded From
Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

خاموش ہو گیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ نائلہ اس کو قبول کرلے گی مگر حدید کی شرافت اور خاموشی کو دیکھتے ہوئے نائلہ کے دماغ میں کچھ اور ہی منصوبے بالا ہی بالا تشکیل پانے لگے جس پر نائلہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑی کامیابی سے عمل پیرا تھی کہ وہ انس کی نہ ہو سکی تو سوہا اور انس کو بھی جدا کردے گی۔

ماہا کی شادی حسیب سے بخیر و خوبی ہو جاتی ہے۔ ماہا حسیب کے ساتھ دبئی چلی جاتی ہے' ماہا حسیب سے شادی کے بعد اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگتی ہے' مگر اس کو پتا چلتا ہے کہ حسیب ایک بیٹے کا باپ ہے اور وہ فورا" پاکستان جانے کا فیصلہ کرلیتی ہے۔

سوہا امید سے ہوتی ہے' مگر نائلہ بڑی عمدگی اور کامیابی سے سوہا کو اس خوشی سے محروم کردیتی ہے اور اس حادثے کے بعد انس کو اپنی زیادتی کا احساس ہوتا ہے اور وہ سوچ لیتا ہے کہ اب سوہا کو کوئی غم نہیں دے گا۔ نائلہ اسپتال میں شبیر حسین کو دیکھ کر چکرا جاتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ شبیر حسین نے اس کو نہیں دیکھا' مگر شبیر حسین نائلہ کا پیچھا کرتے کرتے اس کے گھر پہنچ جاتا ہے اور نائلہ نہ چاہتے ہوئے بھی شبیر حسین کے جال میں گھر جاتی ہے۔

حسیب ماہا کو منالیتا ہے اور پاکستان آجاتا ہے' مگر ماہا پھر غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہے اور حسیب کے ساتھ جانے سے منع کردیتی ہے۔ حسیب اکیلا ہی دبئی جانے کے لیے روانہ ہو جاتا ہے کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

عفت کا نکاح معراج کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جس کا حدید کو پتا چلتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

چودھویں قسط

رات کے کھانے سے کچھ ہی دیر بعد کا وقت تھا جب وہ لوگ حسیب کے گھر پہنچے۔

مزنہ بے حد نارمل انداز میں ملیں۔ خوشگوار لب و لہجے میں سلام دعا اور خیر خیریت کا مرحلہ نمٹا تو' سوہا کو ذرا تقویت ملی۔ ورنہ اس کا دل ان کے سابقہ رویے کو دیکھتے ہوئے ذرا گھبرا سا رہا تھا۔ اس نے بھی جلدی سے ہاتھ میں پکڑے پھل اور مٹھائی کا ڈبا ان ہی کے ہاتھ میں تھمادیا کہ کہیں ایسا نہ ہو اسے یہ سب چیزیں بہن کے کمرے میں لے جاتے دیکھ کر ہی ان کا موڈ آف ہو جائے۔ حسیب کھانے کے بعد بستر پر نیم دراز تھا۔ وہ اور انس اس کے نزدیک ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد بات کرنے کے بعد' انس اور حسیب کے درمیان جانے کون سے پرانے قصے کہانیاں اور ڈاکٹری پیچیدگیوں سے متعلق گفتگو چھڑی کہ وہ دونوں اس میں بالکل گم ہو کر رہ گئے۔

ماہا ان کے لیے چائے لینے گئی تھی تو' اب تک واپس نہیں پلٹی تھی اور سوہا اس کمرے کے پردوں اور کارپٹ کا ڈیزائن نوٹ کر کر کے بور ہو چلی تھی۔ جب کمرے میں ایک اونچے لمبے وجود نے قدم رکھا۔

"السلام علیکم انکل!" لڑکپن اور گمبھیرتا کے بین بین کھڑی آواز نے لمحے بھر میں سارا ماحول بدل ڈالا۔

سوہا جہاں بے طرح چونک گئی وہیں انس بھی اس کی طرف پلٹا تو چند لمحوں کے لیے فریز ہو گیا۔

چوڑے شانے صحت مند جسامت' گوری رنگت اور جاذب نظر ناک نقشہ' وہ جو کوئی بھی تھا جس کا اندازہ کچھ کچھ ان دونوں کو بھی ہو چلا تھا۔ مقابل کی نہ صرف توجہ بلکہ ستائش بھی ایک نظر میں جیت لینے والا تھا۔ بہت عزت اور ادب کے ساتھ انس سے ہاتھ ملا کر اس نے گلے ملنے کی رسم ادا کی۔ سوہا بس اتنی سی دیر میں اس سے متاثر ہو چکی تھی۔

"میٹ مائی سن انس! ولید درانی اور ولید یہ تمہارے انکل انس...." وہ آگے بھی یقینا" کچھ کہنا چاہتا تھا۔ شاید ماہا کا حوالہ دینا چاہتا ہو۔ اس کا بات ادھوری چھوڑ کر خاموش ہو جانا سب ہی نے محسوس کیا۔ وہ خالصتا" مغربی لب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ولہجے میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دوسری طرف بیٹھ گیا۔ الس اب اس سے اس کی اسٹڈیز' مشاغل اور دوستوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ سوہا اس دوران صرف خاموش نظروں سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔ یہ الگ بات کہ ان خاموش نظروں میں بھی اس کے لیے پسندیدگی کے رنگ اتنے واضح تھے کہ انہیں کوئی بھی پڑھ سکتا تھا۔ ماہا کچھ ہی دیر میں ان کے لیے چائے کے ساتھ اسنیکس لے آئی تو سوہا اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ مگر اس نے پھر بھی نوٹ کر لیا کہ ماہا کے اندر داخل ہوتے ہی ولید اٹھ کر باہر چلا گیا۔

وہ خود بھی گھر' سسرال اور عفت کی شادی جیسے گھریلو موضوعات میں الجھ گئی۔ جبکہ دوسری طرف حسیب دبی آواز میں انس سے کہہ رہا تھا۔

"مجھے تمہاری ہیلپ کی ضرورت ہے۔"

☼ ☼ ☼

دنیا میں اگر ڈر اور خوف کی کوئی مجسم صورت تھی تو وہ اس وقت سامنے کھڑی تھی۔

"شب.... ببر...." اتنا مختصر نام بھی اس کے لبوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکلا اور اس قدر غیر یقینی صورت حال میں بھی حدید کی نگاہوں میں امڈتی حیرت سے نائلہ کا مر جانے کو دل چاہا۔

"ہاں میں شبیر حسین! ادھر آ۔ باہر نکل حرامزادی...." اس نے آگے سے دو چار اور بڑی اور موٹی گالیاں دیں۔ کوئی اور وقت ہوتا تو شاید حدید اس کے دانت جبڑوں سے الگ کر چکا ہوتا۔ مگر اس وقت صرف پتھرنی نائلہ اور شبیر حسین کے ہاتھ میں چمکتے چاقو کے پھل دیکھ کر پھڑپھڑا کر رہ گیا۔

"کیا سمجھی تھی تو.... میں جیل چلا گیا زندگی بھر کے لیے؟ اب تو آزاد ہے.... جو جی کرے کرتی پھرے گی۔ شبو کبھی واپس نہیں پلٹے گا۔" حدید کا کالر دبوچے۔ اس کی زبان تڑتڑ گولے برسا رہی تھی۔ اور پھٹی ہوئی آنکھوں سے دیکھتی نائلہ کے آس پاس دھماکے سے پھٹ رہے تھے۔

"چل سیدھی طرح جا اور جا کے وہ زیور لا۔"

حرف آخر کی طرح اس نے فیصلہ سنایا اور حدید کی گردن کی پشت پر سے کالر کو اور زور سے بھینچا۔ نائلہ کے مردہ تن میں جان پڑی اور پھر نکل بھی گئی۔

"زیور.... کون سا زیور...."

"کون سا زیور بھول گئی الو کی پٹھی.... تیری یادداشت واپس لاؤں کیا ابھی۔" اس کے انداز میں اس قدر مانوسیت تھی اور اس قدر بیگانگی تھی کہ اپنی گردن پر چاقو کی نوک کی چبھن محسوس کرتا حدید' اس نازک وقت میں بھی خاموش نہیں رہ سکا۔

"یہ کیا بکواس کر رہا ہے نائلہ! یہ کس زیور کی بات ہو رہی ہے۔ اور تم.... تم جانتی ہو اس آدمی کو۔"

"پپ.... پتا نہیں حدید قسم سے مجھے نہیں پتا میں تو.... اسے جانتی تک نہیں۔"

"بکواس کرتی ہے حرامزادی...." شبیر حسین اس زور سے دھاڑا کہ باتوں باتوں میں دھیرے دھیرے قدم اس کی طرف بڑھاتی نائلہ دہل کر لڑکھڑا سی گئی۔

"جلدی زیور لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دے نہیں تو کاٹ دوں گا ترے خصم کو۔ نہ اس کو سلامت چھوڑوں گا نہ تیری عزت...."

اس کی بات ابھی لبوں میں ہی تھی کہ حدید کی غیرت نے زوردار جوش دکھایا۔ اس نے خود کو چھڑانے کے لیے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک زور کا جھٹکا دیا۔ لیکن شبیر حسین ایک عادی مجرم تھا۔ اور حدید کا پالا پہلی بار اس قسم کی صورت حال سے پڑا تھا۔ بس چند لمحوں کی بات تھی۔ اپنے قابو سے باہر ہوتے دیکھ کر شبیر حسین نے حدید کے بازو میں تیز دھار پھل اتار دیا۔

شدید اذیت کے احساس سے جہاں حدید بری طرح کراہ کر رہ گیا وہیں نائلہ کے لبوں سے بھی چیخ نکل گئی۔

کٹے ہوئے بازو میں سے خون کا سرخ سرخ فوارہ ابل پڑا۔ حدید نے زخم کو دبانے کے لیے دوسرا ہاتھ بازو پر رکھا۔ اور نا چاہتے ہوئے بھی تکلیف سے لڑکھڑا کر رہ گیا۔

شبیر حسین نے اس کی غیر ہوتی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے اسے زمین پر دھکا دیا۔ حدید اپنا بازو تھام کر زمین پر گر سا گیا۔

"اسے چھوڑ دو شبیر اسے چھوڑ دو تمہیں خدا کا واسطہ اسے کچھ مت کہنا۔ تم میرا سب کچھ لے لو... مگر..."

اس کی بات مکمل ہوتے ہوتے شبیر حسین نے حدید کے سیدھے پیر کے تلوے میں پوری قوت سے چاقو گھسیڑا۔ اب کی بار حدید اور نائلہ دونوں کے حلق سے نکلنے والی چیخیں بلند تھیں۔

اگلے ہی لمحے وہ اڑتی ہوئی جا کر حدید کے سرہانے گر چکی تھی۔

"تمہیں اللہ کا واسطہ ہے ایسا مت کرو۔ میرے پاس کوئی زیور نہیں۔ بخش دو مجھے خدا کے لیے۔"

اس کے لبوں سے واسطے کوسنے، منت ترلے سب ہی نکل رہے تھے۔ وہ بری طرح پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے حدید کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ جب شبیر حسین نے پنجوں کے بل اس کے قریب بیٹھ کر اس کے بال مٹھی میں جکڑ لیے۔

"اف!..." بے بس کرنے دینے والی شدید اذیت ناک درد کی لہر اس کے پورے جسم میں سرائیت کر گئی۔ یہ دوسری بار تھا جب شبیر نے اس کے سر کے بالوں کو یوں بے دردی سے نوچا تھا۔

کوئی مرد اپنی وحشت اور درندگی میں کس حد تک جا سکتا تھا۔ اس سے پہلے صرف اندازہ ہی تھا۔ آج اسے تجربہ بھی ہونے جا رہا تھا۔

حدید کا وجود دھیرے دھیرے خون میں لت پت ہو رہا تھا۔ "نہیں ہے میرے پاس کچھ بھی... ہو گا بھی تو تجھے نہیں دوں گی کمینے... کتے... تو نے میری زندگی عذاب کر دی۔ کھا گیا تو میری جان... کمینے... کچھ نہیں ملے گا تجھے میرے پاس سے۔"

اشتعال اور بے بسی کے انتہائی احساس نے مل کر اسے بے قابو سا کر ڈالا۔ اپنی اور حدید کی کمزور پوزیشن بھول کر وہ زبانی کلامی ہی اس سے بدلہ لینے چڑھ دوڑی۔

شبیر نے نائلہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی اسے الٹے ہاتھ کا زوردار تھپڑ رسید کیا۔ وہ الٹ کر زمین پر گری۔ شبیر اسے اٹھانے کے لیے جھکا تو اس کے لبوں پر گندی گالیوں اور مغلظات کا ایک گٹر ابل رہا تھا۔

حدید نے اپنے بے جان ہوتے جسم کو حرکت دے کر شبیر حسین کو پشت پر سے پکڑنا چاہا۔ مگر وہ ہٹا کٹا تھا اور حدید تقریباً بے ہوش ہونے کے قریب... شبیر نے نائلہ کو چھوڑ کر اسی کو پکڑا۔

"لاتی ہے یا کر دوں کام ختم... بول جلدی۔"

نائلہ چیختی بلبلاتی اس پر چل پڑی۔ اس کی پھٹی ہوئی خوف زدہ بے ہنگم آواز میں ہوتی چیخ و پکار یقیناً چار دیواری پار کر کے پاس پڑوس تک جا پہنچی تھی۔

جس وقت وہ سارا خوف اور ڈر بھلا کر شبیر حسین کا چاقو والا ہاتھ اور اس کا تنومند وجود حدید سے دور کھینچ رہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی۔ اسی وقت بیرونی دروازہ پوری قوت سے بج اٹھا۔
لاؤنج میں مچی ہڑبونگ اور ہنگامہ لمحے بھر میں یوں ساکت ہوا گویا کسی نے اسٹل کا بٹن دبایا ہو۔
"نائلہ... نائلہ بیٹی کیا ہوا۔" آنے والی وہی پڑوسن خالہ تھیں۔ جن کا دروازہ اس نے چند روز قبل آدھی رات کو پیٹا تھا۔ اس وقت بھی اس کی اونچی آواز اور چیخیں سن کر وہ لشتم پشتم چلی آئی تھیں۔
بس چند لمحوں کی بات تھی۔ شبیر حسین نے دروازے کی طرف دیکھا اور لمحے بھر میں ہاتھ میں پکڑا دہری دھار والا لمبا چاقو نائلہ کے پیٹ میں اتار دیا۔
"اوغ..." کی آواز کے ساتھ نائلہ کی آنکھیں باہر آگئیں۔ وہ دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے۔ کھلے لبوں سے اس کو تکتی گئی۔ ایک... دو... تین۔
یکے بعد دیگرے... پے در پے تین وار اور اس نے تین لمحوں میں کسی کی زندگی کو موت کے منہ میں دھکیل دیا اور وہ پورے قد سے سیدھی زمین پر جا گری۔ شبیر گلے میں پڑا رومال منہ پر لپیٹے ہوئے' قدموں میں گری نائلہ کو کسی گندی آلائش کی طرح پھلانگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اپنی پرانے رستے سے نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

"یہ اپنے گھر کے سامنے رش کیوں لگا ہوا ہے۔" گلی کا موڑ مڑتے ہی بائیک چلاتے انس اور اس کے پیچھے بیٹھی خوش باش سوہا کو آن کی آن میں تشویش نے آگھیرا لیکن اس تشویش کو زبان صرف سوہا نے ہی دی۔
"پتا نہیں اللہ خیر کرے۔" انس بھی حد درجہ سنجیدہ اور کسی حد تک پریشان ہو چلا تھا۔ لیکن ان دونوں کو ہی اندازہ نہیں تھا کہ اصل میں کیا مصیبت اس وقت گھر پر ان کی منتظر ہے۔
گھر کے اندر اور باہر محلے کے جانے اور انجانے مردوں کا ہجوم تھا۔ انس کی بائیک کو اس کے اترنے سے پہلے ہی گھیرے میں لے لیا۔ سوہا نے دوپٹا چہرے پر رکھ کر بے حد پریشانی میں ان کے چہرے دیکھے۔
انس بائیک روک کر اتر رہا تھا۔
"کیا ہو گیا بھائی۔ سب خیریت ہے۔"
اس نے کسی سے سوال کیا تھا اور جواب کی منتظر سوہا نے دہلیز پر رک کر جواب سننا چاہا۔ مگر جواب نہیں ملا۔
صحن میں بھی عورتیں جمع تھیں۔ اس نے دہلیز پر رک کر پلٹ کر انس کو دیکھا۔ اتنے لوگوں میں بھی کوئی شور نہیں تھا۔ بلکہ ایک مدھم بھنبھناہٹ تھی۔ جو اس کے وجود کا احاطہ کرتی اسے خوامخواہ میں الجھا رہی تھی۔
اس نے نہ چاہتے بھی بے دلی سے صحن عبور کیا۔ دل کرتا تھا یہیں سے پلٹ جائے۔ انس نے جو کسی سے خیریت کا سوال کیا تھا۔ اس سے خیریت کا جواب لے کر ہی پلٹے۔
چند قدموں کا صحن اس نے یوں پار کیا گویا صد ہزار سالوں کا فاصلہ طے کیا۔ پھر دھڑدھڑاتا ہوا دل برآمدے کی دہلیز پر ٹھہرا۔ عورتوں کے مجمع کے درمیان بچھے گھسے ہوئے غالیچے پر نائلہ لیٹی تھی۔ آنکھیں بند' دل ساکت اور سانس ساکن۔
آن کی آن میں رکتا ہوا دل یوں بھاگا گویا پھٹ کر ابھی دھجیوں میں اڑ جائے گا۔ اس کے لبوں سے اول اول سرگوشی نکلی۔
"نائلہ...!!!... خون..."
"نائلہ!... نائلہ... نائلہ..." آخر اس کی دلخراش چیخیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

☆ ☆ ☆

گھر کے اوپری حصے کا چھوٹا سا صحن جو ہمیشہ ایک چھوٹی میز اور چار کرسیوں سے سجا رہتا تھا۔ اس وقت اضافی فرنیچر کی اٹھا پٹخ کی وجہ سے افراتفری کا شکار لگ رہا تھا۔

نچلے حصے کے کمرے اور لاؤنج بالکل خالی تھا۔ صرف ایک دیوار سے دوسری دیوار تک بچھی چاندنیاں، لوبان اور کافور کی خوشبو اور اگربتیوں کی خوشبوؤں کے حصار میں بدروحیں سی معلوم ہوتی تھیں۔ خاموش مغموم چہروں اور سرگوشیوں میں مصروف ہونٹوں کے پس منظر میں کبھی کبھی کوئی سسکی یا کوئی بین ابھرتا۔

"ہائے۔۔۔ئے۔۔۔ئے یا اللہ۔"

اور پھر یہ بین زور پکڑ جاتے۔ سسکیاں، آہوں کراہوں میں بکھر جاتیں اور کسی کونے سے پھوٹ پھوٹ کر رونے کی آواز بہت سی آنکھوں کو نم کر دیتی۔

"نائلہ۔۔۔نائلہ۔۔۔!"

تائی اماں کو کسی صورت چین و قرار نہ تھا۔ عفت انہیں سمیٹتے سمیٹتے خود بھی بکھرنے لگتی تھی۔ ماہا، سوہا اور رضوانہ نے جس طرح انہیں سنبھال رکھا تھا۔ وہ خود ہی جانتی تھیں۔

سوہا تو جیسے ایک عجیب بے یقین سی کیفیت میں تھی۔ وہ سارا وقت وقفے وقفے سے گزرے مناظر کو کسی فلم کی طرح ذہن میں دہرانے لگتی۔

"جب ہم گھر سے نکل رہے تھے۔ وہ وہاں تھی۔۔۔" اس کی بھرائی ہوئی دھیمی آواز پر سسکتی ہوئی ماہا نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"وہ ہنس رہی تھی۔ پھر وہ کچن میں چلی گئی وہ بول رہی تھی۔ جلدی آنے کی تاکید کر رہی تھی۔۔۔"

"سوہا۔۔۔ سوہا۔" ماہا نے گھبرا کر اس کا شانہ جھنجوڑا۔

"وہ مٹھائی کھا رہی تھی۔ وہ ہنس رہی تھی ماہا۔۔۔ وہ زندہ تھی۔۔۔ جیتی جاگتی۔۔۔ پھر۔۔۔ پھر وہ وہاں۔۔۔" اس کی سوجن زدہ سرخ آنکھیں لاؤنج کے فرش پر ایک جگہ گڑ گئیں۔

"وہ وہاں لیٹی تھی۔۔۔ وہ خاموش ہو گئی۔۔۔ اس کا خون نکلا۔ اتنا زیادہ اتنا زیادہ۔۔۔ اتنا زیادہ۔" اس کی نم آنکھوں میں آنسو امڈے۔۔۔ لب کپکپائے۔۔۔ اس کے نقوش بگڑے۔ اور اگلے ہی پل وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔

"اس کا بہت خون نکل گیا امی!۔۔۔ امی۔۔۔ امی اس کا بہت خون نکلا۔۔۔ کوئی نہیں تھا اسے بچا لیتا۔۔۔ امی۔۔۔ وہ چلی گئی۔۔۔ وہ مر گئی امی۔"

سوہا کی چیخیں، سماعتیں چیرنے لگیں۔ اس کی آہ و بکا عرش سے باتیں کرنے لگی۔ رضوانہ۔۔۔ ماہا عفت اور تائی امی سب ہی اس سے لپٹ کر سسکنے لگیں۔

تب محلے سے آئی ایک دو خواتین، غمگین چہرے لیے نزدیک آ گئیں۔

"صبر کریں بہن۔۔۔ اب صبر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔۔۔ اور بچی کو سنبھالیں۔ یوں بلند آواز سے رونا بین کرنا ٹھیک نہیں۔ اس سے جانے والے کو تکلیف ہوتی ہے۔"

"بس کر میری بچی۔۔۔ میری بہادر بیٹی۔۔۔" پڑوسن خالہ حال سے بے حال ہوتی سوہا کو خود سے لپٹا کر روہانسی آواز میں پچکارنے لگیں۔

"بے شک غم بہت بڑا ہے مگر بیٹی۔ تم کو صرف خود کو نہیں۔ اس گھر کو بھی سنبھالنا ہے۔ جانے والی تو چلی گئی پر اس کے پیچھے جو اکیلا رہ گیا۔ اسے کون سنبھالا دے گا۔۔۔ سوچو تو سہی خدا نے ایک کو بلایا تو دوسرے کو تمہارے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

پاس چھوڑ دیا۔ یہ کیا کم ہے۔ ورنہ جس نے ایک کی جان لی۔ وہ دوسرے کی بھی تو لے سکتا تھا۔"
بھرائی آواز سے اسے دلاسے دیتی وہ دھیرے دھیرے بولتی گئیں۔
"حدید کا غم بھی کم نہیں۔ تم حوصلہ کروگی۔ تبھی تو اسے حوصلہ دے پاؤ گی بیٹی۔"
اور حدید... اسے واقعی کسی حوصلے کی ضرورت تھی۔

☼ ☼ ☼

جنازے کے شرکا بے حد آہستگی سے شہر خموشاں کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اور اس کی وجہ تھی ایک بے حد اہم شخص کی ست رفتاری۔
اس کے پیر میں لگا چیرا ہر قدم کے بعد کچھ اور زیادہ درد کرنے لگتا تھا اور اب اس تازہ بہ تازہ گھاؤ سے معمولی سا خون کا رساؤ شروع بھی ہو چکا تھا۔ ایک بازو میں زخم کی وجہ سے وہ دوسرے کاندھے پر اپنے شریک حیات کا بوجھ بانٹے ہوئے تھا۔
بے انتہا ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں میں عجیب ہی کیفیت تھی۔ کرب و اذیت تو پورے وجود پر رقم تھی ہی۔ مگر ایک انجانا' ان دیکھا تھا غیر معمولی اشتعال کا احساس سا اس کی آنکھوں سے جھلکتا تھا۔
پورا راستہ اس کی اور انس کی آنکھوں میں کسی کی یاد ایک فلم کی طرح چلتی رہی۔ دونوں دل غمگین تھے۔ دونوں وجود شکستہ۔ دونوں کے اعصاب نڈھال تھے۔ اور دونوں کی سوچیں ایک نکتے پر آکر ٹھہر سی گئی تھیں۔
ایک ہنستا بستا وجود' لمحہ بھر میں بے جان ہو گیا۔ مٹی کا پتلا۔ مٹی میں مل گیا۔ جسے پھولوں کی طرح مہکنا تھا۔ وہ تہہ خاک جا سویا۔ کچھ اچھی بری ملی جلی یادیں اور اپنے ہمسفر کی آنکھوں میں ایک سوال زندہ چھوڑ کر...
"کون تھا وہ شخص... کیا تائلہ اسے پہلے سے جانتی تھی..."

☼ ☼ ☼

کمرے میں نیم تاریکی تھی اور نیم خاموشی۔ اس کی دبی دبی سسکیاں اچانک سے تیز ہوتیں۔ آنسوؤں میں روانی آجاتی اور حسیب ایک بار پھر اس کا سر سہلانے لگتا۔
"بس کرو ماہا!... بس کرو۔ ہلکان ہو رہی ہو۔ بس کرو اب۔" وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اس کے سینے میں سر چھپائے سسک رہی تھی۔ اور پچھلے آدھے گھنٹے سے حسیب کا دلاسا' تسلی' پیار پچکار کچھ بھی اس کا دل ہلکا نہ کر پایا تھا۔
"مجھے یقین نہیں آتا حسیب! کوئی اتنی آسانی سے ہنستے بولتے اس قدر بے رحمی سے..."
اس سے بات مکمل نہیں کی گئی۔ وہ ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔
"اسی لیے کہتے ہیں کہ گلے شکووں کو اپنے دل میں اتنی جگہ مت دو کہ تلافی کا موقع رہے نہ وقت۔" اس نے بے حد آہستگی سے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا تھا۔ ماہا نے سسکتے ہوئے سر اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کے ہونٹ پپڑی زدہ اور سوکھے ہوئے تھے۔
"آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔" اس کا سوال اس کی ظاہری کیفیت اور حسیب سے دل جوئی کے لیے ادا کیے گئے الفاظ سے قطعی مختلف تھا۔
"تمہیں کیا لگتا ہے۔" اس نے جواب نہیں دیا اور اٹھ کر بستر سے ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی۔
"ٹھیک کہتے ہیں آپ۔" چند لمحوں بعد اس کی بھاری آواز کمرے کی خاموش فضا میں گونجی تو بے انتہا ٹوٹی ہوئی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی۔
"مجھے اور سوہا کو نائلہ بالکل اچھی نہیں لگتی تھی۔ وہ بہت دل جلانے والی باتیں کرتی تھی۔ کچھ بھی بول دیتی تھی۔ ہم دونوں بہنیں اکثر اس کے نشانے پر رہتی تھیں۔ لیکن.... جب اس کی شادی ہوئی اور حدید بھائی نے اسے واقعی میں پیار دیا۔ محبت دی اور اپنے ساتھ کا مان دیا۔ تو وہ دھیرے دھیرے بدلنے لگی۔ اس نے سوہا کو تنگ کرنا بھی چھوڑ دیا۔ باتیں سننا۔ طنزیہ فقرے اس نے.... اس نے سب چھوڑ دیا سب کچھ.... اور جب.... جب وہ سب سے گھل مل کر رہنے کے قابل ہوئی تو زندگی نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا.... اوہ میرے خدا۔" وہ ایک بار پھر سر ہاتھوں میں گرا چکی تھی۔ حسیب لیٹے ہوئے سے ذرا سا اٹھ کر اس کے نزدیک آیا اور پیچھے سے اس کے بازوؤں کو تھام کر ہولے سے بولا۔
"یہ زندگی کا ساتھ ہے ہی چھوٹنے کے لیے تو کیا یہ بہتر نہیں کہ جب تک یہ ساتھ چھوٹے۔ ہم اپنے رویے اور عمل کی کچھ اچھی یادیں دوسروں کو دان کر چکے ہوں...." ماہا نے سسکتے ہوئے مڑ کر اسے دیکھا۔ خشک لبوں پر زبان پھیری۔
"ہمارے جانے کے بعد کسی کے پاس کچھ اچھے الفاظ تو ہوں ہمیں یاد کرنے کے لیے۔" ماہا نے گہری سانس لے کر خود کو سنبھالا سا دیا۔ اور تھک کر اپنا سر حسیب کے سر سے ملا کر زور سے آنکھیں بند کر لیں۔
بند پلکوں سے دو موتی ٹوٹ کر کہیں گم ہو گئے۔

☼ ☼ ☼

لوگ وقت کے بارے میں بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں۔ مداوا' مرہم.... دھول.... دھندلاہٹ.... وقت کی پروا کرتے ہیں۔ اسے تھام کر رکھنے کے چکروں میں سب کچھ بھلا کر اس کے ساتھ ریس لگاتے ہیں.... لیکن وقت.... وقت کسی کی پروا نہیں کرتا۔ نہ کسی سے کچھ کہتا نہ کسی کی سنتا.... وقت وہ منہ زور گھوڑا ہے۔ جو سرپٹ بھاگنے پر آئے تو اپنے پیچھے صرف اڑتی ہوئی دھول کا غبار چھوڑ جاتا ہے۔ جس میں گم ہو کر ہر منظر اپنی حقیقت کھو دیتا ہے۔
کیونکہ یہ دھول کبھی چھٹتی نہیں کبھی مٹتی نہیں۔ یہ غبار اگر کم ہوتا بھی ہے۔ تو ان ہی مناظر پر بیٹھ کر.... جو زندگی کا سب سے بڑا دکھ اور سب سے بڑی خوشی لگتے ہیں۔ وقت کا بے لگام گھوڑا ان ہی واقعات کو اپنے بے رحم کھروں سے روندتا چلا جاتا ہے۔
"کیا ہوا۔" ڈریسنگ کے آئینے میں سوہا کو خالی ہاتھ واپس پلٹتے دیکھ کر وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔ وہ انس کے لیے ناشتا لینے نیچے اتری تھی۔
"وہ....۔" وہ تذبذب کا شکار تھی۔ یوں جیسے بتائے یا نہیں۔
"حدید بھائی آفس جانے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔" انس چند لمحے تفکر سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر کچھ کہے بنا باہر نکل گیا۔ سوہا بھی پیچھے جانے کے بجائے وہیں بیڈ پر بیٹھ کر اپنی خالی گلابی ہتھیلیاں بے تاثر نگاہوں سے تکنے لگی۔
نائلہ کے قاتل کا کچھ پتا نہیں چلا۔ کون تھا۔ کس مقصد کے لیے آیا تھا۔ اور اگر اسے صرف ڈکیتی کرنی تھی تو نائلہ کو کیوں.... حدید اس سلسلے میں کوئی بات نہ تو کرتا تھا۔ نہ کرنے کے قابل تھا۔ پولیس' تھانہ' رپورٹ پوچھ گچھ اور تفتیش کے بعد تمام رسمی کاروائی پوری ہو چکی تھی۔ ان لوگوں کو کسی پر شک کیا ہونا تھا بھلا۔ یہ تو ان سب کی زندگیوں کا سب سے اندوہ ناک واقعہ تھا۔ جس نے ہر شخص پر اپنے الگ ڈھب سے اثرات چھوڑے تھے۔
سوہا کو بھی انس کے جانے کے بعد عجیب سی تنہائی کا احساس شام ڈھلے تک ستاتا رہتا۔ کیونکہ حدید اس دن کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بعد سے یا تو صرف ایک زخمی مریض تھا یا صرف زندہ لاش۔ اسے اس واقعے کے بعد سے ایسی گہری چپ نے گھیرا تھا۔ جیسے انس اور سوہا۔ اپنی پوری کوشش کے باوجود توڑنا تو دور کی بات معمولی سا کم بھی نہیں کر پائے تھے۔

"ٹھیک ہے اس کا ناشتا بنا دو۔" انس کمرے میں واپس آچکا تھا۔

"لیکن یہ بہت جلدی ہے انس! ابھی ان کے زخم ٹھیک نہیں ہیں۔"

"اس کا مستقل گھر میں رہنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ ماحول بدلے گا مصروفیت ملے گی تو آہستہ آہستہ....."

اس سے بات مکمل نہیں کی گئی۔ پتا نہیں کیوں.... نارمل کا لفظ ادا کرتے سے اس کا دل بھاری ہو گیا۔

سوہا بھی اپنے بھرتے ہوئے دل کو قابو کر کے تیزی سے باہر نکل گئی۔ اور گو کہ انس اور حدید کی بات ہو چکی تھی۔ پھر بھی جب ناشتے کی ٹرے لے کر گئی۔ تو اس سے کہے بغیر نہیں رہ سکی۔

"آپ کو اتنی جلدی آفس نہیں جانا چاہیے۔ دس پندرہ دن میں اتنے گہرے زخم نہیں بھرتے حدید بھائی۔" وہ جو خاموشی سے جھک کر جوتوں کے بجائے پٹی بندھے پاؤں کو سینڈل میں قید کر رہا تھا۔ سیدھا ہو کر بے تاثر انداز میں بولا۔

"کچھ زخم بھرنے میں دن مہینے نہیں.... زندگیاں لگ جاتی ہیں۔" سوہا سے جواب میں مسکرایا بھی نہیں گیا۔

"بائیک چلانے میں دقت ہو گی میں تو اس لیے کہہ رہی تھی۔"

"مجھے نائلہ کا موبائل نہیں مل رہا۔ پلیز اگر تمہارے پاس ہے تو دے دو۔" اس کی بات بالکل الگ تھی۔

سوہا نے سیدھے ہو کر تعجب سے اسے دیکھا۔

"مجھے پتا تو نہیں لیکن.... میں دیکھوں گی۔ گھر میں سب لوگ تھے تو کسی نے حفاظت کے خیال سے کہیں رکھ دیا ہو گا۔"

☼ ☼ ☼

"ابا بالکل ٹوٹ سے گئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا میں کیسے ان کی دل جوئی کروں کیسے ان کو دلاسا دوں میں۔ اس دن سے بستر سے جو لگے ہیں تو اپنے پیروں پر چل تک نہیں پاتے۔" عفت بہت دھیمے اور پژمردہ لہجے میں انس کو تایا ابو کی حالت سے آگاہ کر رہی تھی۔

"بلڈ پریشر بھی کبھی تو حد سے زیادہ ہائی اور کبھی اتنا لو ہو جائے گا کہ....." وہ سوہا کے پورشن میں باہر رکھی میز اور کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ تایا ابو اور تائی اماں ڈاکٹر کی دی گئی مسکن دواؤں کے زیر اثر نیند میں جا چکے تھے۔ جبکہ رضوانہ عشاء کی نماز کی ادائیگی میں مصروف تھیں۔ اس نے بات ادھوری چھوڑ کر سر جھکا لیا۔ انس نے بے اختیار ایک گہری سانس لے کر سر جھکا لیا۔ پھر دھیرے سے بولا۔

"خالو جان جس ہمت سے یہ حادثہ سہار گئے وہ ہی بہت ہے۔ اب ان کی طبیعت نہ بگڑے تو اور کیا ہو۔" عفت بھی سر جھکائے دونوں ہاتھ گود میں رکھے بیٹھی تھی۔ انس نے کافی دیر اس کے بولنے کا انتظار کیا۔ لیکن اس کی طرف سے کوئی بات نہ ہوئی تو چونک کر دیکھا۔ اس کی جھکی پلکوں سے قطرہ قطرہ ٹپک کر ہاتھوں کو گیلا کر رہا تھا۔ انس کے سامنے رو پڑنے کی شرمندگی سے بچنے کے لیے اس نے اپنی سسکیاں تو چھپا لی تھیں۔ مگر خود کو روک نہیں سکی تھی۔

انس بنا کچھ کہے اٹھ کر اس کے پاس آیا۔ اور جھک کر اسے خود سے لگا لیا۔ عفت کے لیے خود پر بند باندھنا اب ناممکن تھا۔ وہ بے حد دھیرے دھیرے سسکنے لگی۔

"تم ایک بہت بہادر لڑکی ہو عفت۔ میں نے کبھی کسی بھی طرح کے حالات میں تمہیں ہار مانتے نہیں دیکھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

تم نے ہمیشہ اپنے ساتھ ساتھ خالہ اور خالو جان کو بھی بہت سہارا دیا ہے۔ مجھے تم سے بہت امیدیں ہیں۔ صرف مجھے نہیں بلکہ سوہا اور ماہا کو بھی۔ تمہاری ایک بہن دنیا سے گئی ہے۔ شکر ادا کرو کہ اللہ نے تمہیں دو بہنیں اور دی ہیں۔ ان کی خاطر خود کو سنبھالو۔ خالہ اور خالو جان کے پاس تمہارے سوا اب کون بچا ہے۔ تم ہی ان کا سہارا ہو۔ ان کی خوشی اور امید ہو۔ کیا تم ان کے چہروں پر چھائے غم کو دور کرنے کی کوشش کرو گی یا اس کو اور بڑھاؤ گی۔"

عفت سے جواب نہیں دیا گیا۔ لیکن اپنی پوزیشن کا احساس ہوتے ہی دور ہٹ کر جلدی سے چہرہ صاف کرنے لگی۔

"وہ... وہ مجھے بہت یاد آتی ہے۔ انس بھائی۔" بولتے ہوئے ایک بار پھر بکھرنے سی لگی۔ انس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔

"جانے والے یاد تو آتے ہی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ جب بھی یاد آئیں۔ ان کے حق میں دعا کریں۔" تبھی نیچے سے کوئی ہلکی سی آواز آئی۔ عفت ایک دم کھڑی ہو گئی۔

"ابا بلا رہے ہیں۔ چلیں آپ بھی مل لیں۔" انس نے بغور اسے دیکھا۔ وہ بڑی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی۔

"چلو تم میں ذرا آنٹی کو بتا کر آتا ہوں۔" تایا ابو کی آنکھ پیاس لگنے سے کھلی تھی۔ دوسرے کمرے میں اندھیرا تھا۔ یعنی تائی امی گہری نیند میں تھیں۔

انس نے اندر داخل ہو کر سلام کیا۔ تو وہ چونکے پھر فقط سر ہلا کر پانی کے گھونٹ بھرنے لگے۔ انس خیر خیریت پوچھ کر کتنی ہی دیر سر جھکائے ان کے پاس بیٹھا رہا مگر سمجھ ہی نہیں آتی تھی کہ کیا بات کرے۔ یوں لگتا تھا جیسے ایک نائلہ کے چلے جانے سے ہر کام ہر بات ختم ہو گئی۔ ہر معاملہ نمٹ گیا اور سارے مسئلے سلجھ گئے۔

"حدید آفس جانے لگا ہے۔ حالانکہ ابھی اس کا پیر ٹھیک نہیں ہوا۔" انہوں نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے بے بسی سے ہاتھوں کو کھول کر اشارہ کیا۔ گویا "کیا کر سکتے ہیں۔"

"کب تک بیٹھے گا گھر پہ... ظاہر ہے۔ زندوں کے لیے سو جھنجٹ ہیں۔ مرنے والے تو گئے۔" ان کی آواز بھیگ گئی۔

بوڑھی آنکھوں سے جھریوں بھرے چہرے پر نمی بہنے لگی۔ انس سے ترحم آمیز نگاہ سے ایک لمحہ بھی انہیں دیکھا نہیں گیا۔

"میں تو یہاں بیٹھا اپنے دن گنتا رہا اور وہاں میری بچی..." انس کو لگا اسے ایک بار پھر کسی کو ہمت اور حوصلے کا سبق دینا ہے۔

"کس دل سے کہوں کہ اللہ میری بچی کی قبر کو..." ان سے بات مکمل نہیں کی گئی۔ وہ اب دبے دبے انداز میں باقاعدہ رونے لگے تھے۔ انس جلدی سے اٹھ کر بستر پر ان کے سامنے بیٹھا اور تسلی آمیز انداز میں ان کے ہاتھ تھام لیے۔

بیٹی اللہ کی لاکھ رحمت سہی۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ زندگی میں کسی نہ کسی مقام پر اولاد نرینہ کی کمی والدین کو ضرور محسوس ہوتی ہے اور یہ کمی جب بھی محسوس ہوتی ہے۔ ہمیشہ شدت کی ہوتی ہے۔

☼ ☼ ☼

"ہک ہاہ... جوان جہان بچی... کس بے رحمی سے جان سے گئی۔" پان کی گلوری کلے میں دبائے وہ بڑے بجھے دل سے بات کر رہی تھیں۔ جب تبسم نے فارغ سے انداز میں پاندان ایک طرف ہٹا کر ان کے برابر میں اپنی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نشست اس انداز میں سیٹ کی کہ وہ جو بھی بات کرتی سیدھی بتول کے کان کے پردے تک جائے۔ نہ یہاں سنائی دے نہ وہاں۔

"اب کیا سوچا ہے اماں۔" اس قدر نزدیک سے بھی اس کا انداز خاصا رازداری لیے ہوئے تھا۔

"سوچنا کیا ہے۔ اب تو میرا پیر بھی ٹھیک ہو چلا ہے۔ تھوڑا اور انتظار کرلیں گے اور کیا۔ جانے کہاں سے بے چاروں پر مصیبت ٹوٹ پڑی۔"

"جانے کہاں سے۔۔۔" تبسم نے ان کی شکل دیکھی۔ جیسے اماں کی عقل پر شبہ ہو۔

"جانے کہاں سے کیا۔ مصیبت کی جڑ تو ان کے اپنے گھر میں موجود ہے۔" بتول کا منہ کھل گیا۔ آنکھیں پھٹ گئیں۔

"میں نہ کہتی تھی۔ یہ لڑکی بھاری پڑ رہی ہے۔ اب آپ دیکھ لو اماں۔ اب میں کچھ نہیں بولوں گی۔ مگر۔۔۔ جان چلی گئی بہن کی۔"

تبسم ماں کے کان میں صور پھونک رہی تھی۔ بتول کا رنگ زرد پڑتا جا رہا تھا۔ اور آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔ کچھ لمحوں کے بعد جب وہ بولیں تو ان کا انداز یوں تھا گویا کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔

"ائے ہاں تبسم یہ تو میں نے دھیان ہی نہیں دیا۔"

"حالانکہ یہی تو دھیان دینے والی بات ہے اماں!" تبسم اب بے نیاز سا بن کر ہتھیلی پر رکھے چھالیہ کے دانے ٹونگنے لگی تھی۔

"ٹھیک کہتی ہے تو' اب اس سے بڑی بات اور کیا ہوگی۔" وہ آگے بھی کچھ کہنا چاہتی تھیں۔ مگر اسی وقت ان کا پوتا بھاگتا ہوا آیا۔ اور تیزی سے ان کے بستر پر چڑھنے کی کوشش میں ذرا سا زمین پر لڑھک گیا۔

"ہائے میرا بچہ!" بتول نے بجلی کی سی پھرتی سے یوں لپک کر اس کو کلیجے سے لگایا۔ گویا عفت پلنگ کے نیچے سے اسے گھسیٹنے ہی والی ہو۔ بچے کو چوٹ تو لگی نہیں تھی۔ مگر دادی کی طرف سے اس محبت کے مظاہرے پر حیران پریشان رہ گیا۔

☆ ☆ ☆

موسم بدل رہا تھا۔

گرمیاں پت جھڑ سے رخصت لیتے سمے بھی اس کی ہتھیلی پر اپنی تپش کی چھاپ چھوڑ گئی تھیں۔ حبس والے موسم میں دل اکتایا رہتا۔ اور جو ذرا سی ہوا چل جاتی تو جانے کہاں کہاں سے سوکھے پتے آکر چھوٹے سے گلیارے میں جمع ہوتے رہتے۔ کبھی تو وہ الجھ کر جھاڑو اٹھاتی اور پورا احاطہ صاف کر ڈالتی اور کبھی ان ہی زرد پتوں پر ایک دیوار سے دوسری دیوار کی جانب چلتی رہتی۔ اور کبھی تھک کر ایک جانب پڑی پلاسٹک کی چیئرز کو درمیان میں گھسیٹ کر اپنے کمرے کی جانب پشت کر کے بیٹھ جاتی۔ جہاں باہر کی طرف کھلنے والی بڑی سی کھڑکی میں سے باپ اور بیٹا دنیا' جہان کی باتیں کرتے ایک دوسرے میں گم دکھائی دیتے۔

نائلہ کی موت ایک ایسا غمناک حادثہ تھی۔ جس نے سب کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

وہی ماہا تھی جو' ولید کو دیکھ کر اس جگہ ٹھہرنا نہیں چاہتی تھی جہاں وہ موجود ہوتا اور اب وہی ماہا تھی۔ جو بے حد صبر' خاموشی اور کسی حد تک بنا کسی ناگواریت کو ظاہر کیے۔ اس کی واپسی کے دن گن رہی تھی۔

"ماما!۔۔۔ ماما!" کسی نے بے حد جھجک کر اور بے حد آہستگی سے اسے آواز دی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

"یہ تم مجھے ماما کس کی اجازت سے کہہ رہے ہو۔"
"سوری مجھے آپ کا نام لینا اچھا نہیں لگتا اور' آپ پاپا کی وائف ہیں تو... اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں' تھوڑی دیر یہاں بیٹھ کر آپ سے بات کر سکتا ہوں۔" وہ دوستانہ انداز میں بولتا ہوا آگے آیا۔ ماہا نے گہری سانس لی۔ جیسے بڑی عاجز آگئی ہو۔ لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خود ہی برابر میں چیئر رکھ کر قدرے فاصلے سے آبیٹھا۔
"میں اسی ہفتے واپس چلا جاؤں گا۔ آپ کو پتا ہے۔ میری اسٹڈیز کا بہت حرج ہو رہا ہے۔" ماہا نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔
"میں چاہتا ہوں۔ میری وجہ سے آپ دونوں کے درمیان جو بھی مس انڈر اسٹینڈنگ ہے۔ وہ آپ ختم کر لیں۔"
وہ چند لمحے رک کر اس کے بولنے کا منتظر رہا۔ لیکن ماہا چہرے پر نولفٹ کا سائن بورڈ لگائے بیٹھی رہی۔
"مجھے آپ کی سسٹر کی ڈیتھ کا بہت افسوس ہے۔" اس بار اس نے بات بدل دی۔
"دیکھیں آپ نے یہ حقیقت جان ہی لی ہوگی کہ زندگی کتنی چھوٹی اور کتنی بے اعتبار سی چیز ہے۔ پھر دلوں میں یہ شکایتیں رکھنے سے کیا حاصل۔ آپ مجھ سے بڑی ہیں۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔ آپ یقیناً" بہت سمجھ دار ہیں۔ پھر بھی میں آپ سے کہوں گا کہ اب آپ کبھی بھی لائف کے کسی بھی اسٹیج پر پاپا کو تنہا مت کیجیے گا انہیں اکیلا مت چھوڑیئے گا۔ میں نے انہیں بہت لمبا عرصہ تنہائی سے لڑتے دیکھا ہے۔ اور یہ لڑائی ان کی سوشل اور فنانشل فائٹس سے الگ' ان کے علاوہ تھی۔ آپ کا ساتھ ان کی اتنے سالوں کی تنہائی کا خاتمہ کر دے گا۔ اس لیے اب کبھی بھی کوئی بھی ایشو' اپنے اور ان کے درمیان..." ماہا کے ضبط کی انتہا بس یہیں تک تھی۔
"کس ایشو کی بات کر رہے ہو تم۔ تم جانتے ہی کیا ہو ہمارے بارے میں ہمارے ریلیشن کے بارے میں اور میں تمہیں بتاؤں ہمارے درمیان کبھی کوئی اور ایشو تھا ہی نہیں اور جو واحد مسئلہ ہم دونوں کے درمیان اب بھی جوں کا توں کھڑا ہے۔ وہ تم ہو۔"
"تو میں... تو جا رہا ہوں نا!" ماہا اس کی بات سن کر اس کی اعصابی پختگی اور معاملہ فہمی کی قائل ہو گئی۔ وہ انہی باتوں سے کہیں سے بھی ایک ٹین ایجر نہیں لگتا تھا۔ زندگی نے صرف حسیب کو ہی نہیں اسے بھی یقیناً" بھٹی میں جلے لوہے کی طرح برتا تھا۔
"کیا ہمیشہ کے لیے۔" لمحے بھر کو اپنے دل میں ابھرتے خیال پر لعنت بھیج کر اس نے ایک بار پھر اسے گنگ کر دیا۔
"ویل... اگر تم نے ہمیشہ کے لیے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تو... مجھے سن کر خوشی ہوئی۔ تمہیں بھی ہو گی یہ جان کر کہ اب شاید میرے اور حسیب کے درمیان کوئی مسئلہ باقی نہ بچے۔"
اپنی بات مکمل کر کے اس نے ولید کے چہرے کے بدلتے رنگوں پر غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور وہاں سے اٹھ گئی۔

☼ ☼ ☼

"تمہاری ساس کا فون آیا تھا۔ کل شام میں آنے کو کہہ رہی تھیں۔"
"ہر بار وہی آنے کو کہتی ہیں اماں۔ اس بار آپ کہہ دیتیں کہ ہم آئیں گے۔" عفت نے اکتا کر سوئی میں دھاگا ڈالتے ہوئے انہیں دیکھا۔
"کہاں جانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ السلام علیکم بھابھی۔" رضوانہ نے بولتے ہوئے کمرے میں قدم رکھا۔ تائی اماں نے بیڈ پر جگہ بناتے ہوئے ان کے سلام کا جواب دیا۔ رضوانہ نے بیٹھتے ساتھ ہی ہاتھ پکڑا ڈبا ان کی گود میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رکھ دیا۔
"یہ کیا ہے رضوانہ!" وہ تعجب سے دیکھنے لگیں۔ مخملیں ڈبے کی بناوٹ سے کچھ کچھ اندازہ تو ہو چلا تھا۔
"یہ سمجھ لو یہ شگن ہے میری بیٹی کی رخصتی کے لیے۔" عفت بھی چند لمحوں کے لیے سب بھول بھال اٹھ کر بیڈ کے بائیں جانب جہاں رضوانہ بیٹھی تھیں۔ اٹھ کر چلی آئی۔
تائی اماں نے ڈبا کھولا۔ اندر جگر جگر کرتا سونے کا سیٹ رکھا تھا۔
عفت کا منہ کھل گیا۔ اماں کچھ دیر تو دیکھتی رہیں۔ پھر دوپٹا منہ پر ڈال کر رو پڑیں۔
"میں نے یہ تحفہ آپ کو دکھی کرنے کے لیے تو نہیں دیا۔" رضوانہ بھی گہری سانس بھر کر کہا۔
"کیا کروں رضوانہ!" انہوں نے دوپٹے سے چہرہ صاف کر کے سر اٹھایا۔ "جس خوشی کا انتظار تھا۔ وہ ملی ہی اتنے کڑے دکھ کے بعد کہ.... اب تو کچھ کرنے کہنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔"
"بہت سے کام دل نہ چاہتے ہوئے بھی کرنے پڑتے ہیں بھابھی۔ ابھی آپ دکھ کی کیفیت میں ہیں۔ مگر اس کیفیت سے خود کو نکالیں گی بھی آپ خود ہی۔ عفت کی طرف دیکھیں اس بے چاری کا کیا قصور۔ اگر یہ حادثہ نہ ہوا ہوتا۔ تو اس کی شادی کی تیاریاں اور ہنگامہ یوں ٹھنڈا پڑا ہوتا کیا۔"
"میرے بس میں نہیں ہے رضوانہ! میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے پالا پوسا۔ میں نے جنم دیا۔ میں اس کی ماں ہوں۔ میں کیسے بھولوں اسے۔ کیسے خود کو اور اپنے دل کو سنبھالا دوں۔ مجھے تو ہر جگہ وہی نظر آتی ہے۔ چلتی پھرتی باتیں کرتی۔"
رضوانہ نے عفت کو اشارہ کیا کہ پانی لے کر آؤ۔ وہ کمرے سے نکل کر گئی تو آواز دبا کر کہنے لگیں۔
"سب کا غم اپنی جگہ مقدم اور شدید ہے بھابھی۔ لیکن اللہ کی مرضی کے آگے کسی کی چلنی ہے۔ لیکن اب آپ ہر وقت یوں دل برداشتہ رہیں گی۔ تو عفت کیسے خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کر پائے گی۔
عفت کی خاطر اپنی دوسری اولاد کی خاطر آپ کو خود کو سہارا دینا ہوگا۔ سنبھالنا ہوگا۔ یہی بہتر ہے ہمارے اور اس کے حق میں۔"
ابھی ان کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔ جب عفت اندر داخل ہوئی۔
"اماں آپ کے لیے فون ہے۔" اس نے سنجیدگی سے فون ماں کی طرف بڑھایا۔ اس کے انداز پر سمجھتے ہوئے رضوانہ نے پوچھا۔
"کس کا ہے۔ معراج کی امی کا۔" عفت سر ہلا کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ تائی اماں نے فون لے کر کان سے لگا لیا۔
"جی.... یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" دوسری طرف سے بات ہی ایسی کی گئی تھی۔ دیورانی کی موجودگی میں لاکھ سنبھلنے کے باوجود ان کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔
"ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں میں۔ دیکھیں بہن سب آپ کے سامنے ہی ہے جب سے یہ رشتہ لگا۔ ایک کے بعد ایک مسئلہ نکاح والے دن عفت کی چچی کو ہارٹ اٹیک پھر بہنوئی کی گمشدگی۔ اس کے بعد اس کی خراب حالت' میرے پیر کی چوٹ اور اب.... اب یہ اتنا بڑا حادثہ.... اف اللہ خدانا خواستہ اگر ہم نے نکاح کے ساتھ رخصتی لے لی ہوتی تو ہمارے ساتھ میں کچھ بھی ہو سکتا تھا۔"
وہ کسی تیز رفتار ٹرین کی مانند ان کے سر پر سے چھکا چھک دوڑتی چلی گئیں۔ وہ اور جانے کیا کیا کچھ بول رہی تھیں۔ لیکن دوسری طرف فون کان سے لگائے اماں یہ سوچ رہی تھیں کہ اگر ابھی نائلہ ان کی جگہ پہ فون ریسیو کرتی تو یقیناً" منحوس کا یہ کیبل ان کے بجائے خود معراج اور اس کے گھر والوں پر لگ چکا ہوتا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تائی اماں کے بت بنے بے جان وجود کو تکتے تکتے رضوانہ نے زبردستی فون ان سے لے کر کان سے لگایا تو بتول کی بات اختتام پذیر تھی اور وہ فون بند کرنے سے پہلے آخری بات کہہ رہی تھیں۔
"ہماری طرف سے آپ یہ رشتہ ختم ہی سمجھیں۔"

☼ ☼ ☼

چار سو تنہائی اور خاموشی کی محفل بانہیں کھولے اس کے استقبال کی منتظر تھی۔ اس نے دو گھنٹے اوور ٹائم کے بعد گھر میں قدم رکھا تھا۔ لیکن بھلا دو گھنٹے میں کیا بدل سکتا تھا۔ حالانکہ چند دن پہلے فقط کچھ منٹوں میں اس کی دنیا تہہ و بالا ہو کر رہ گئی تھی۔ لیکن تب میں اور اب میں کتنا فرق آچکا تھا۔ تب یہ کمرہ آباد تھا۔ کسی کی چہکار سے ہنسی سے، آنسوؤں سے کروٹوں سے، سوالوں سے آواز سے وجود۔۔۔ اور آج یہ کمرہ ان سب چیزوں سے خالی تھا۔ بھائیں بھائیں کرتے در و دیوار سے وحشت سی ٹپکتی تھی۔ اس نے سینڈلیں اتاریں اور پٹی کے اوپر سے ہی پیر کے زخم کا جائزہ لینے لگا۔ پیر کا زخم بازو کے مقابلے میں قدرے زیادہ گہرا تھا۔ اوپر سے اس نے اسے وہ آرام بھی نہیں دیا جو بازو کے گھاؤ کو ملا۔ اسی وجہ سے اسے بھرنے میں تاخیر ہو رہی تھی۔
اس نے احتیاط سے پیر اوپر کیے اور بستر پر چت لیٹ گیا۔
ایک کے بعد ایک کتنے ہی واقعات اس کی نگاہوں کے سامنے کسی فلم کی طرح آتے چلے گئے۔ وہ آخری دن جو اس کے اور نائلہ کے ساتھ کا آخری دن تھا۔۔۔
"حرامزادی۔۔۔" کوئی اس کے کان کے پاس حلق پھاڑ کر چلایا۔ وہ یوں ہڑبڑا کر اٹھا جیسے گہری نیند سے جاگا ہو۔
"حدید بھائی۔۔۔" سامنے ہی گلابی آنچل میں کوئی نسوانی وجود تھا۔ اس نے سرخ آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ اسے بغور تکتی سوہا گڑبڑا کر پیچھے ہٹی۔ "کیا ہوا حدید بھائی۔ کیا آنکھ لگ گئی تھی۔" اس نے جواب نہیں دیا۔ خشک لبوں پر زبان پھیری۔ پیاس سے تڑختے حلق کو تر کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے سر جھکا لیا اور دھیرے سے بڑبڑایا۔
"شاید۔۔۔ شاید آنکھ ہی لگ گئی تھی۔"
"پانی لاؤں۔" اس نے بنا جواب دیے سر ہلا دیا۔ سوہا جلدی سے باہر نکل گئی۔
اب کمرہ خالی تھا۔ اور چند آوازیں۔ بدروحوں کی طرح اس کا پیچھا کر رہی تھیں۔
"یادداشت واپس لاؤں کیا تیری۔"
"زیور لا جلدی سے۔۔۔" منظر بدلا۔ کوئی سر جھکائے سامنے بیٹھا تھا۔
"میں اپنی ایک انگوٹھی لینے گئی تھی۔ میں نے سوہا کو دی۔۔۔ مجھے لگا اس نے۔۔۔ کیونکہ اس نے پہنی نہیں۔" آواز، انداز اور لہجہ بدلنے لگا۔
"بتاؤں ابھی کون سا زیور۔" کوئی قریب کھڑا تھا بے انتہا قریب۔۔۔ بوکھلایا ہوا سا۔
"میرے کمرے کا دروازہ اور الماری سب کھلی پڑی ہے۔"
"بکواس کرتی ہے الو کی پٹھی۔" وہی چنگھاڑتی ہوئی شیطانی آواز اچانک سے پھر گونجی۔ اور اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے اور انس کے درمیان کھڑی نائلہ جھول کر انس کی بازوؤں میں آرہی۔
"میں اپنی انگوٹھی۔۔۔"
شور بڑھنے لگا۔ آوازیں۔۔۔ آوازیں۔۔۔ گڈمڈ بے ترتیب جانی اور انجانی آوازوں میں کہیں سے بھی کوئی اس کی گردن دبوچتا، اور کبھی کوئی اس کے پیروں میں گر جاتا۔۔۔
"پانی۔" شور مچاتا منظر ساکت ہو گیا۔ ایک پرسکون اور قدرے الگ تھلگ سی آواز نے اسے پکارا تھا۔ اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے کسی روبوٹ کی طرح ہاتھ بڑھا کر گلاس پکڑا اور غٹاغٹ چڑھا گیا۔
"ارے... آپ کو تو بہت تیز بخار ہو رہا ہے۔" گلاس واپس پکڑتے سے سوہا بری طرح چونک گئی۔
"چائے کے ساتھ کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔ پھر ٹیبلیٹ لے لیجیے گا۔" اس نے فرش کو گھورتے ہوئے سر ہلایا۔
سوہا اس کا چہرہ تشویش سے دیکھتی ہوئی واپس پلٹی تو اس نے پکارا۔
"سنو۔" سوہا دروازے تک پہنچ کر رکی۔
"نائلہ کا موبائل ملا۔" وہ سرخ سوالیہ نظریں گاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ سوہا کی نظریں بلاوجہ جھک گئیں۔

☼ ☼ ☼

زرد شام رات کے سرمگیں دھندلکے میں گم ہو رہی تھی۔ اس نے سائڈ ٹیبل سے چائے کا خالی مگ اٹھاتے ہوئے گلاس ونڈو سے باہر نظر ڈالی۔
وہ اب بھی وہیں بیٹھا تھا۔ اسی طرح خاموش، سنجیدہ اور شاید رنجیدہ بھی... ماہا کے دل کو لمحے بھر کے لیے اداسی نے گھیر لیا۔
"شاید میں نے اسے زیادہ ہی سنا دیں۔" خالی کپ کی تہ میں جمی رنگ بدلتی سیاہی مائل چائے کو دیکھتے ہوئے وہ سوچے گئی۔
تب ہی فون کی بیل نے اس کا دھیان بٹا لیا۔ حسیب کا فون بج رہا تھا۔ اس نے واش روم سے نکلتے حسیب کو دیکھا۔ پھر اس کی آسانی کے لیے فون اٹھا کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ خود مگ رکھنے کے لیے باہر نکل گئی۔
اس کا دل ابھی تک اپنی کہی گئی باتوں پر اسے ملامت کر رہا تھا۔ جو کہ وہ قطعی نہیں چاہتی تھی۔
"کیا ہوا۔ کس کا فون تھا۔"
"کسی کا نہیں۔" اس نے بات ختم کر دی۔ اس کا انداز اس قدر غیر معمولی تھا کہ وہ کھٹک سی گئی۔
"پھر بھی... آپ اتنے..." اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ اب کی بار اس کا اپنا فون بجا تھا۔
"ماہا کہاں ہو تم۔ کب سے فون کر رہی ہوں۔"
"کیوں کیا ہوا۔ مجھے تو نہیں پتا۔"
"پتا نہیں کتنی بار فون کیا۔ کبھی اٹھایا نہیں کبھی کال کاٹ دی۔ ابھی حسیب بھائی سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ تمہارے فون پر کر لوں۔ وہ کہیں دور ہیں۔"
"دور ہیں۔" اس نے سامنے آنکھیں موند کر لیٹے حسیب کو دیکھا اور پھر فون کو۔
"اچھا سنو۔ تم گھر آسکتی ہو آج رات۔"
"کیوں۔" وہ پھر سے چونک گئی۔ سوہا کا لہجہ غیر معمولی تھا۔
"بس ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔"
"الٰہی خیر اب کیا ہو گیا۔" اس نے بے اختیار دل تھام لیا۔
"بس وہ... تم آسکتی ہو تو آجاؤ۔ پھر بتاتی ہوں۔"
"اوکے اوکے..." اس نے جلدی سے فون رکھا۔ پھر حسیب کو دیکھا تو جیسے اسے کچھ یاد آیا۔
"سوہا کا فون تھا اور آپ نے کہہ دیا کسی کا نہیں۔"
"ہوں۔" اس نے بے انتہا تعجب سے حسیب کی آواز سنی۔
"کیوں۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میری مرضی۔" اس کا لہجہ بے حد پر سکون تھا۔ ماہا اتنی ہی بے سکون ہوئی۔ لیکن سوہا پتا نہیں کس مسئلے کی بات کر رہی تھی۔ اس وقت گھر جانا زیادہ ضروری تھا۔

"اچھا مجھے گھر جانا ہے۔ صادق بھائی سے کہیں مجھے ڈراپ کر دیں۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی۔" حسیب نے بے حد اطمینان سے کروٹ لیتے ہوئے۔ اس کا اطمینان غارت کر دیا۔

"لیکن کیوں آخر۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ حسیب کی بات پر زیادہ حیرت کرے یا اس کے بیگانے انداز پر۔

"میں جو منع کر رہا ہوں۔ میری بات کی کوئی اہمیت نہیں تمہارے نزدیک۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔" وہ دھیمی سی پڑ گئی۔ "لیکن ابھی جو سوہا کا فون آیا تو وہ پریشان لگ رہی تھی۔ اس نے بس اتنا کہا ہے کہ تائی کی طبیعت خراب ہے۔ حسیب پلیز! صادق بھائی سے کہیں نا! کہیں زیادہ نہ خراب ہو طبیعت۔"

"زیادہ خراب ہو یا کم۔ تم نہیں جاؤ گی۔" اس کا لہجہ جس قدر قطعیت لیے ہوئے تھا۔ ماہا کو اسی قدر بے یقینی میں دھکیل رہا تھا۔

"حسیب کیا بات ہے۔ کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ پلیز جلدی کریں نا! مجھے تو ڈر ہے کہ نائلہ کے صدمے سے کہیں ۔۔۔" اس کا دل بے اختیار بھر آیا۔ وہ بات ادھوری چھوڑ کر پلکیں جھپکانے لگی۔

"سنا نہیں تم نے کیا کہا ہے میں نے۔ سمجھ میں نہیں آئی میری بات۔" اس نے بوکھلا کر کمرے کا کھلا دروازہ بند کیا اور گلاس ونڈو کے پردے کھینچ دیے۔ جس کے دوسری طرف بیٹھا وجود جانے کس وقت اٹھ کر وہاں سے جا چکا تھا۔

"اچھا میں نہیں جا رہی۔ پلیز آپ غصہ مت کریں۔ آپ کے لیے بھی ہائپر ہونا ٹھیک نہیں۔ اور مزنہ آپی بھی سنیں گی تو اچھا نہیں لگے گا۔"

"اگر تمہیں دوسروں کی اتنی ہی پروا ہے تو پھر کیوں اس قدر ضد کیے جا رہی ہو۔۔۔ لیکن۔۔۔ اوہ۔"

ایکا ایکی غصے میں بولتے بولتے اس کا لب و لہجہ دھیما پڑ گیا۔

"میں تو بھول ہی گیا۔ تم کب دوسروں کی پروا کرتی ہو۔ ابھی بھی تمہیں اپنی عزت کی پروا ہے۔ دوسروں کی نہیں۔" اور ماہا جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔ کس قدر غلط تجزیہ اور کتنا اجنبی اندازہ۔۔۔ کیا اس نے اتنا ہی جانا تھا اسے

"حسیب۔" اس کے نیم وا لبوں سے من پسند نام سرگوشی کی صورت ٹوٹا اور سپرد فضا ہو گیا۔

وہ ضبط کرتی ہوئی پلٹی اور واش روم میں بند ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ ایسے کیسے اتنی آسانی سے وہ لوگ یہ بات کر سکتے ہیں۔" سب سے پہلے سوہا نے ہی باقی افراد پر تائی اماں کی بات سن کر چھایا ہوا سکتہ توڑا تھا۔

"کوئی گڑیا گڈے کا کھیل سمجھ رکھا ہے کیا۔"

"ارے لو مجھے کیا خبر۔ میں تو سن کر ہی حواس کھو بیٹھی۔ تب سے دل بیٹھا جا رہا ہے۔ کچھ کرو بیٹا۔" تائی اماں فون سن کر جو بے قابو ہوئی تھیں تو اب تک نارمل نہیں ہو سکی تھیں۔ حالانکہ اس بات کو چوبیس گھنٹے گزر چکے تھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"آپ خود کو سنبھالیں خالہ جان۔ کیوں اتنی پریشان ہیں ہم ہیں نا! یہاں۔"
انس نے جانے کون سی ویں بار انہیں وہی تسلی دی تھی۔ جو کم و بیش سبھی دہرا چکے تھے۔
"کیا کروں بیٹا۔ ماں ہوں نا! ایک بیٹی کو کھو چکی ہوں۔ دوسری کو برباد کرنے کی ہمت کہاں سے لاؤں۔" ان کی ہمت واقعی جواب دے چکی تھی۔
"یہ کوئی معمولی بات تو نہیں۔ اور اگر نہیں مانے وہ لوگ بات چیت کے بعد بھی۔ تو کیا رہ جائے گا باقی۔" انہوں نے دوپٹا منہ پر رکھ لیا۔ ان کی آواز میں چھپے درد اور کرب سے سوہا کو اپنا دل چرتا ہوا سا محسوس ہونے لگا۔ رضوانہ نے جلدی سے انہیں خود سے لگالیا۔ عفت سب کے لیے چائے دم دے رہی تھی۔
"ابھی تو اس کے باپ کو علم نہیں سوچو ذرا۔ انہیں پتا چلے گا تو کیا قیامت گزرے گی ان پر۔ ایک صدمہ سہار گئے وہی بڑا تھا۔ اب ان ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں کو کیسے سہاریں گے۔ اگر وہ ضد پر اڑ گئے تو۔۔۔"
"تو اڑ گئے ضد پر تو اڑ جائیں۔ ہم بھی کوئی یہاں بھیک منگے نہیں بیٹھے۔ طلاق دینا چاہتے ہیں تو دے دیں طلاق۔ جو عفت کی قسمت میں ہوگا۔ اسے مل جائے گا اور اس سے اچھا ہی ملے گا۔"
گفتگو سوہا کے پورشن میں باہر والے حصے میں ہو رہی تھی۔ انس کے بھڑکنے کی دیر تھی۔ پورے منظر پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ ہر شخص یہاں تک کہ چائے لے کر سیڑھیاں چڑتی عفت بھی۔
ایک پیر اس کا نچلے اور دوسرا اوپری قدمچے پر تھا۔ اور اس ایک قدمچے کی چڑھائی پر انس کے لبوں سے ادا ہونے والے جملے نے اسے پے در پے کئی زمانوں سے گزار دیا۔
اس کے ہاتھ ذرا کی ذرا لرزے اور پھر اس نے مضبوطی سے ٹرے تھام لی۔ وہ جانتی تھی کہ اسے اس مرحلے پر اپنی فطرت سے زیادہ مضبوطی دکھانی ہے۔ اوپر پورا منظر جامد تھا اور اس جامد منظر کے ساکت نفوس میں حدید بھی شامل تھا۔ اس منظر کی سب سے خاص بات یہی تھی۔
"یہ کیا کہہ رہے ہو۔" رضوانہ کے منہ سے سب کے لبوں کی بات نکلی۔
"کیوں۔ کیا غلط کہہ رہا ہوں۔ ٹھیک ہے ہم جاتے ہیں بات کرتے ہیں اور اگر وہ نہ مانے تب بھی تو اپنی ہی کریں گے نا وہ لوگ اور اگر ہماری بات مان کر رخصتی کرالی اور بعد میں عفت کو مسلط ہونے کے طعنے دیے۔ تو کیا زندگی رہ جائے گی عفت کی۔"
قائل نہ ہونے کے باوجود کسی کے پاس اس کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔
"بہتر یہی ہے کہ اپنی بات گنوانے اور عفت کو ان کی نظروں میں ہلکا کرنے کے بجائے ان سے دو ٹوک بات فون پر ہی کرلی جائے۔ اگر ہم وہاں گئے تو اس بات پر وہ اور چوڑے ہو جائیں گے۔" انس نے بات کے دوران حدید کی طرف دیکھا۔ حدید جو اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔
"آپ لوگوں کو اب کچھ بھی کہنے کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود بات کرلوں گا ان سے۔ صاف صاف پوچھوں گا کہ بھئی آپ لوگ چاہتے کیا ہیں آخر۔۔۔"
"اس کی ضرورت نہیں۔" انس کی بات ادھوری رہ گئی۔ عفت کمرے میں آچکی تھی۔
"پہلے میں خود معراج سے۔۔۔ بات کروں گی۔" وہ جتنی بھی پر اعتماد سہی۔ لیکن یہ بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ لڑکھڑا سا گیا۔
"تم۔۔۔" انس کو حیرت ہوئی۔ "تم معراج سے بات کرتی ہو۔"
"جی۔۔۔" اس نے نظریں جھکا کر درمیانی میز پر ٹرے رکھ دی۔ انس اب الجھے الجھے انداز میں اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جبکہ تائی اماں اور رضوانہ نے انس اور حدید کی موجودگی میں نظریں چرالی تھیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"یہ کوئی قابل اعتراض بات تو نہیں۔ میرا نکاح ہوا ہے ان کے ساتھ۔" ٹرے رکھنے کے بعد اس نے سیدھے ہو کر انس کو اپنی جانب دیکھتا پا کر صفائی پیش کی۔

"نہیں میرا مطلب وہ نہیں تھا۔ بالکل کوئی اعتراض کی بات نہیں لیکن... اس کا کوئی فائدہ بھی ہو گا۔"

"یہ تو بات کرنے کے بعد ہی پتا چلے گا۔"

"اور اگر وہ نہ مانا تو..." انس کے دماغ میں جانے کیا چل رہا تھا۔ عفت نے ایک بار پھر نظریں جھکا لیں۔ اور دھیرے سے بولی۔

"تو میری قسمت..."

وہ بات مکمل کر کے رکی نہیں۔ اگر رک جاتی تو دیکھتی کہ سارا وقت اس کے چہرے کو تکتے ہوئے ایک شخص نے اس کی بات پر کس قدر بے چین ہو کر پہلو بدلا تھا۔

☼ ☼ ☼

واپسی پر حدید ہمیشہ کی طرح خاموشی سے کمرے میں چلا گیا۔ سوہا اسے دیکھ کر انس سے بولی۔ "آپ نے آج عفت کے بارے میں کچھ زیادہ ہی نہیں بول دیا۔" انس نے گہری سانس لے کر پانی کا گلاس خالی کر کے اسے پکڑایا۔

"میں نے صرف سچ بولا۔ تم خود دیکھ لو..." سوہا جواب دیے بنا سوچ میں پڑ گئی۔ انس کی بات سو فیصد صحیح نہیں تھی تو غلط بھی نہیں تھی۔ لیکن انس کے لہجے میں اتنا یقین کیوں تھا کہ عفت کو اس سے بہتر مل جائے گا۔ کہیں انس حدید کے بارے میں تو نہیں...

حدید کے کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ اندر کوئی حرکت کوئی آواز نہیں تھی۔ اسے شدت سے اس کی تنہائی اور درد کا احساس ہوا۔ یہ تنہائی قید تنہائی اور درد... درد لادوا لگنے لگا تھا۔

"اگر انس نے ایسا سوچا ہے تو بھلا اس سے اچھی بات اور کیا ہو گی لیکن عفت..." اس کے دھیان کی ڈور ٹوٹ گئی۔ انس اوپر سے آواز دے کر کہہ رہا تھا۔

"ماہا کو فون تو کرو۔"

"او... ہاں۔" وہ اٹھی اور بڑے اطمینان سے فون ڈائل کرتے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ جانے کہاں سے ایک مسکراہٹ ہنستی کھیلتی آ کر اس کے لبوں پر سج گئی تھی۔ حدید نے کمرے سے باہر نکل کر اسے جاتے دیکھا۔ اور سر جھکا کر واپس کمرے میں آ گیا۔

"عفت...!" بستر پر احتیاط سے لیٹتے ہوئے اس کے لبوں نے ایک بھولا بسرا نام چھوا۔ لیکن اسے حیرت ہوئی۔ اس کا دل اور ذہن کسی بھی قسم کے جذبات سے مکمل عاری تھے۔ اس نے دونوں کو ٹٹولا۔ پھر سرگوشی میں کسی سے پوچھا۔ جذبات سے عاری ایک سپاٹ سوال۔

"عفت... کیا واقعی تم میری ہو سکتی ہو۔"

☼ ☼ ☼

"ہرگز... کیا بکواس کر رہی ہیں آپ لوگ۔" اس کے اس قدر اچانک اتنا بھڑک جانے کی بتول کو امید نہیں تھی۔ وہ تو بری طرح بوکھلا کر رہ گئیں۔ مدد کے لیے اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھا۔

"ارے آرام سے بیٹھو اب ایسا بھی کیا ہو گیا۔" سب سے پہلے اس کے سلگتے انداز پر بے نیازی کے چھینٹے ڈالنے والی تبسم ہی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"دنیا میں ہزاروں رشتے ٹوٹتے بنتے ہیں۔ ہم نے کون سی نرالی بات کردی ہے۔" معراج نے شدید حیرت سے اپنی بہن کی لاپروائی دیکھی۔

"آپ شاید بھول رہی ہیں۔ آپ دنیا کے کسی رشتے کی نہیں۔ میری بات کررہی ہیں۔"

"مجھے سب یاد ہے۔ اگر کچھ بھول رہے ہو تو تم خود۔"

تبسم بھی اسے بحث اور طنز کرتے دیکھ کر کمر کس کے میدان میں اتری اور اسے ایک کے بعد ایک وہ واقعات یاد دلائے۔ جو نکاح کے بعد اس کے گھر والوں کو بھگتنے پڑے تھے۔

معراج لب سیے ان کی باتیں سنتا رہا اور جب وہ اپنی کہہ کر خاموش ہوئیں۔ تو اس کے چہرے پر بڑی تلخ مسکراہٹ تھی۔

"واہ.... واہ کیا بات ہے.... ایک لڑکی مجھ سے نکاح کے بعد نقصان پر نقصان اور حادثے پر حادثہ جھیل رہی ہے۔ اور منحوس کا لیبل بھی اس بے چاری پر ہی لگ رہا ہے۔ ارے اماں! اس لحاظ سے اس کے لیے سبز قدم تو میں ہوا نہ کہ وہ.... بھاری تو اسے میں پڑا نا! وہ تو نہیں۔" اپنی جن دلیلوں کو تبسم بے حد وزنی خیال کررہی تھی۔ معراج نے ہاتھ کے اشارے سے مکھی کی طرح اڑادی تھی۔

"اور وہ جو میں پھسل گئی تھی سیڑھیوں پر سے وہ.... کتنے دن میرا پاؤں سوجا رہا۔" بتول نے ڈھونڈ ڈھانڈ کر اپنا غم نکالا۔ جواب میں معراج نے افسوس سے انہیں دیکھا۔

"اماں مجھے آپ سے اس طرح کی دقیانوسی باتوں کی امید نہیں تھی۔ آپ کا سیڑھیوں سے پھسل جانا اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔ اس کا کسی کی نحوست سے کیا تعلق...."

"تم مانو یا نہ مانو...." اب کی بار تبسم کو جلال ہی چڑھ گیا۔

"وہ لڑکی مبارک نہیں۔ نہ اِس گھر کے لیے نہ اُس گھر کے لیے۔" ارے بیٹھے بٹھائے اپنی بہن کو کھا گئی۔ اب اور کیا رہ گیا دیکھنے کو۔"

"بہن کو اس نے نہیں اس کی موت اس کی قسمت میں اسی طرح لکھی تھی۔" اس کی آواز تبسم سے کئی گنا زیادہ بلند تھی۔

"اور مجھے نہ کوئی بحث کرنی ہے۔ نہ کچھ اور سننا ہے۔ آپ لوگ بھول جائیں کہ آپ نے ان سے کوئی فضول اور بے ہودہ بات کی تھی۔ میں خود جا کر ان سے معذرت کرلوں گا۔ اور برائے مہربانی اماں۔ کوئی بھی بات کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھا کریں آپ۔ ایسے نہیں کہ جو دل چاہا کہہ دیا منہ اٹھا کے۔"

شدید ناگواری سے بات مکمل کرکے وہ رکا نہیں۔ لیکن تبسم کا ارادہ بھی اسے بخشنے کا نہیں تھا۔ تبھی پیچھے سے آواز لگا کر بولی۔

"تم لکھ کر رکھ لو ایک دن پچھتاؤ گے۔ نام بدل دینا میرا۔ اگر اس کی نحوست پیچھا کرتی اُس گھر سے اِس گھر تک نہ آئی تو...." سنا تو وہ اپنے بھائی کو رہی تھی۔ لیکن پیچھے سے بتول دہل کر بولیں۔

"ہئے ہئے.... شبھ شبھ بول تبسم!"

☆ ☆ ☆

اس رات عفت معراج کو فون کرنے کا ارادہ ہی کرتی رہ گئی لیکن 'اس پر عمل نہیں کرپائی۔ کیونکہ اس نے بظاہر تو سب کے سامنے انس سے کہہ دیا تھا کہ وہ معراج سے بات کرلے گی۔ لیکن ایک دھڑکا بہرالحال اس کے دل کو لگا تھا کہ اگر معراج نے بھی اپنی ماں کی بات کی تصدیق اور تائید کردی تو وہ کس منہ سے انس سے یہ بات کرسکے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گی۔
کوئی بھالے جیسا دکھ کا احساس اس کے دل میں اتر کر درد کی ایک تیز سی لہر پورے وجود میں دوڑا دیتا تھا۔ جب وہ اپنے رشتے کی حقیقت اور پائیداری پر غور کرتی۔
دل ہی دل میں ڈھیروں شکوے شکایات کر لینے کے باوجود خود سے فون کرنے کے لیے جو ہمت درکار تھی۔ وہ اس میں ناپید ہی تھی۔ لیکن صد شکر کہ اس کے خدشات کا خاتمہ دوسرے دن شام کو ہی ہو گیا۔ معراج بمعہ ایک خوب صورت تحفے کے بالکل اچانک ہی گھر چلا آیا۔ اماں نے اس کے سامنے نیر بہانے میں بالکل بھی تکلف نہیں کیا۔
وہ خوش تھا بالکل مطمئن اور اس سب سے بڑھ کر بے حد شرمندہ صاف اور واضح الفاظ میں اماں سے معذرت کرتے ہوئے اس نے عفت کے دل میں سر اٹھاتے سارے خدشات دھو ڈالے۔
اگر عفت نے اس کی خاطر کوئی اسٹینڈ لیا تھا۔ تو اس نے بھی عفت کو تنہا نہیں چھوڑا تھا۔

☼ ☼ ☼

نائلہ کا فون مل چکا تھا۔ سوہا فون ہاتھ میں لے کر سوچ میں پڑ گئی۔
"حدید بھائی کتنے دن سے صرف فون کا پوچھ رہے ہیں... کیوں۔" اس کی چھٹی حس اسے انجانے میں کچھ نہ کچھ کہیں نہ کہیں غلط ہو جانے کا سگنل دے رہی تھی۔ اس نے سوچ بچار کے بعد حدید کے حوالے کرنے سے پہلے فون خود چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ نائلہ کی زندگی میں تو شاید وہ کبھی یہ حرکت نہ کرتی لیکن اب اگر کوئی احساس جرم تھا بھی تو وہ اتنا شدید نہیں تھا۔
یہ ایک قدرے پرانے ڈیزائن کا لیکن اچھا سیٹ تھا۔ اس نے بسم اللہ پڑھ کر آن کیا۔ اور بڑے صبر سے اس کے کھلنے کا انتظار کیا۔ پھر جیسے ہی اسکرین روشن ہوئی۔ ٹک ٹک ٹک...
کی پیڈ پر اس کا انگوٹھا چلتا گیا۔ **میسجز۔ کالز... کال لاگ... ان کمنگ آؤٹ گوئنگ... مسڈ کالز... سینٹ باکس... بلاک کالر...** کہیں بھی کوئی بھی ایسا مشتبہ نمبر نظر نہیں آیا۔ جس سے وہ حدید کے روز روز استفسار کرنے کی بابت کوئی اندازہ لگا سکتی... کچھ منٹ اس نے یونہی فون میں آگے پیچھے وقت ضائع کیا۔ پھر کچھ خیال آنے پر ہنس پڑی۔
"میں کیا پاگل ہوں جو اس کا فون چیک کرنے بیٹھ گئی۔ نائلہ کیا ایسی ویسی لڑکی تھی... دھت۔"
اس نے خود کو خود ہی ڈپٹ دیا۔ اور فون لے کر حدید کے پاس آ گئی۔
"حدید بھائی یہ نائلہ کا موبائل مل گیا۔"
حدید جو آفس سے آ کر آرام کی غرض سے لاؤنج کے صوفے پر نیم دراز تھا۔ نائلہ کے موبائل کا سن کر بے دھیانی میں تیزی سے اٹھا اور پھر کراہ رہ گیا۔
"آرام سے حدید بھائی۔" سوہا کی نگاہوں سے موبائل کے لیے اس کی بے تابی چھپی نہ رہ سکی۔

☼ ☼ ☼

ڈزنی جا چکی تھی اور ولید بھی چند دن بعد جانے کی تیاریوں میں تھا۔ اس صورت حال میں ماہا کی فکریں اور پریشانیاں کم ہو جانی چاہیے تھیں۔ مگر حسیب کے بے مہر رویے نے تفکرات کو ایک نیا موڑ دے دیا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ بظاہر بڑا مہربان دکھتا تھا۔ معمول کے انداز میں بات چیت گھر والوں اور بھانجے بھابجی کے ساتھ وقت گزارنا۔ آپی، بھائی اور بیٹے کے ساتھ ہنسی مذاق اور ساتھ میں ماہا کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بھی۔ لیکن ماہا نے جب اس کا وہ روپ دیکھا تھا۔ وہ اس قدر الجھی تھی کہ معمول کے سے انداز میں نہ ہی روٹین نمٹا پا رہی تھی۔ نہ گھر کے کاموں میں حصہ لے رہی تھی۔

مزنہ الگ اس کی غائب دماغی دیکھ دیکھ کر کڑھتی رہتی تھیں۔ انہیں ویسے بھی ماہا اب پہلے کی طرح اچھی نہیں لگتی تھی۔ وہ ان کے دل سے اتر چکی تھی۔ اور یہ دنیا کے آدھے سے زیادہ انسانوں کا المیہ ہے کہ جو شخص ایک بار دل سے اتر جائے۔ وہ کچھ بھی کر لے ہمیشہ برا ہی رہتا ہے۔

ماہا نے شروع کے دنوں میں جب کچن میں ان کی ہیلپ کرنی چاہی تو انہوں نے خوش خلقی سے انکار کیا بعد میں اس کے کام نہ کرنے پر طنز اور فقرے بازی کرنے لگیں۔ ولید کی موجودگی بھی اس کے لیے ڈسٹربنگ تھی۔ ابھی یہ مسئلہ سلجھا نہیں تھا کہ ایک اور مصیبت حسیب نے اپنے دل جلے رویے سے کھڑی کر دی تھی۔ تبھی سوہا نے فون کیا تو سب لوگوں سے دور اور الگ تھلگ چھت پر بنے اسٹور روم میں بیٹھ کر وہ آنسوؤں سے رو دی۔

"حسیب نے مجھے امی کے یہاں جانے سے منع کر دیا ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں وہاں جاؤں۔ ذرا سی دیر کے لیے بھی نہیں۔"

"ہیں....؟" سوہا کو ایک پل کے لیے تو یقین ہی نہیں آیا۔ "تم رونا تو بند کرو اور انہیں کیا ہوا کہیں وہ پاگل تو نہیں ہو گئے۔"

"انہیں ان کے گھر والوں نے پاگل کر دیا ہے۔" وہ بدقت تمام اپنی آواز دبا رہی تھی۔

"لیکن ان کی گھر والی تو تم ہو۔"

"نہیں ہوں میں کچھ بھی۔" وہ خود پر تمام تر ضبط کرتی بھنچی ہوئی آواز میں چیخ پڑی۔

"یہی وہ بات تھی جو میں سال بھر سے سمجھا رہی ہوں تم سب کو۔ کوئی اہمیت نہیں ہے ان کی میرے نزدیک۔ جھوٹ ہے سب۔۔۔ ڈراما ہے۔" بالآخر اس کی برداشت جواب دے گئی۔ اور وہ فون پھینک کر زور زور سے رو پڑی۔

دوسری جانب سوہا خاموشی سے سنتی رہی۔ پھر بات کرنے کی کوشش کی تو کوئی جواب ہی نہیں آیا۔ مجبوراً اسے لائن ڈس کنکٹ کرنی پڑی۔ جبکہ ماہا اس طرف سے مکمل بے نیاز دل ہلکا کرنے کے بعد چہرہ اور آنکھیں صاف کر رہی تھی۔ جب دہلیز پر کھٹکا ہوا۔ اس نے سر اٹھایا تو دھک سے رہ گئی۔

"کس سے باتیں ہو رہی تھیں۔۔۔ بلکہ باتیں کیا۔ میری برائیاں ہو رہی تھیں۔" پتا نہیں اس نے کیا سنا تھا اور کیا نہیں۔ لیکن ماہا اس قدر بک چکی تھی کہ اس نے پروا نہیں کی اور وہاں سے اٹھ کر پیر پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔ حسیب وہیں کھڑا اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔ پھر دھیرے دھیرے چلتا ہوا زمین پر پڑے سیل فون تک آیا۔

پھینکنے کے باوجود فون کا کوئی خاص نقصان نہیں ہوا سوائے گرد آلود ہونے کے۔۔۔ اس نے فون اٹھا کر صاف کیا اور کال لاگ چیک کرنے لگا۔

اس سارے منظر میں سب سے ناقابل فہم وہ مسکراہٹ تھی جو اس وقت اس کے ہونٹوں پر کھیل رہی تھی۔

==

پندرھویں اور آخری قسط اگلے ماہ ملاحظہ فرمائیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY